

اور خاکِ اُردو کی شہید و زیاد کی

جامعہ عتیقہ رضویہ کلاں

فصل چہارم



بِسْمِ اللَّهِ تَعَالَى

# میزید میزدیت کے آئینے میں



مصنفہ

ابوالعتیق غلام نبی ہمدی نقشبندی قادری

مہتمم دارالعلوم جامعہ عتیقیہ رضویہ (ہیڈ کوارٹر) کلاں (سیالکوٹ)





(جمہ حقوق عورت مصنف محفوظ)

نام کتاب ————— یزید، یزیدیت کے آئینے میں

مصنف ————— علامہ ابو العتیق غلام نبی ہمدی

صفحات ————— چوالیس

سال اشاعت ————— ۱۴۱۴ھ / ۱۹۹۳ء

کتابت ————— القم کے پنوار ضلع سیالکوٹ

ناشر —————

مطبع —————

روپے

ہدیہ





بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ وَالصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ  
عَلَى سَيِّدِ الْمُرْسَلِينَ وَعَلَى آلِهِ وَاصْحَابِهِ خَبَرَاتٍ  
أَمَّا بَعْدُ

یہ ایک کھلی حقیقت ہے کہ یزید پلید کا دامن اخلاق واقعہ کر بلا کے رونما  
ہونے پر امام عالی مقام حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور نوجوانانِ خانوادہ مصطفیٰ  
صلی اللہ علیہ وسلم اور امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے انصار و اعوان کے ناحق قتل  
سے آلودہ ہے اور کوئی بھی اہل تحقیق یزید پلید کو سید الشہداء حضرت امام حسین  
رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ناحق قتل سے بری الذمہ قرار نہیں دے سکتا مگر نہایت ہی  
دکھ اور افسوس کا مقام ہے کہ بعض لوگ (دیوبندی و ہابی) یزید پلید کو قتل  
امام حسین رضی اللہ عنہ سے بری الذمہ ہی نہیں بلکہ یزید پلید کو ناحق پر اور امام عالی  
مقام کو باغی قرار دیتے ہیں۔ کر بلا کی خونچکاں داستان کے باوجود یزید کے جنتی  
ہونے کے دعویدار ہی نہیں بلکہ امیر المؤمنین جیسے لقب اور رضی اللہ تعالیٰ عنہ،  
رحمۃ اللہ علیہ جیسے دُعا یہ کلمات سے بھی نوازتے ہیں۔ جیسا کہ مولوی حسن محمد خطیب  
جامع مسجد نوکھر ضلع گوجرانوالہ اپنی مصنفہ کتاب سیدنا حسین اور امیرِ یزیدیں یزید  
عنید کے ساتھ اپنی عقیدت اور محبت کا اظہار اور امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے  
بُغض و عناد کا اقرار کرتے ہوئے لکھتے ہیں :-



۱۔ جو فتنہ پیدا کرے وہ واجب القتل ہے خواہ وہ کسی قبیلے کا ہو۔

(سیدنا حسین اور امیر یزید ص ۱۴)

۲۔ اور ان کا (یزید کا) احترام کریں ورنہ اعمال اکارت۔

۳۔ امیر یزید کے بارے میں جتنے الزامات ہیں وہ سب تعصب و

جہالت کا کرشمہ ہیں۔ (مذکورہ کتاب ص ۱۵)

۴۔ اگر دو آدمیوں نے امیر یزید کی بیعت نہ کی تو کیا فرق پڑے گا؟

۵۔ صرف دو بزرگوں سیدنا حسین و عبداللہ بن زبیر کے بیعت نہ کرنے

سے امیر یزید کی خلافت و امارت پر کچھ اثر نہ پڑا اور نہ پڑ سکتا ہے

(ص ۱۴)

۶۔ امیر یزید کی خلافت برحق تھی۔ (سیدنا حسین اور امیر یزید ص ۱۴)

مذکورہ بالا گمراہ کن عبارات سے جو ثابت کیا گیا وہ ہے امام حسین رضی اللہ

عنه کو فتنہ پیدا کرنے والا اور بریں بنا واجب القتل قرار دینا اور یزید کی بیعت

کو صحیح کہہ کر اس کی خلافت کو برحق ماننا اور امام عالی مقام کے قتل کرنے کو

جائز قرار دینا اور یزید پلیدی کی حمایت کرنا وغیرہ وغیرہ۔ ان خیالات کے پیش نظر

کس طرح ممکن ہے کہ یزید پلیدی کا دامن عفت امام عالی مقام کے قتل سے ملوث

نہ ہو۔ جبکہ یزید کے ماننے والوں کے نزدیک امام حسین کو قتل کروادینا بہت

ضروری تھا۔

بایں وجہ ضروری تھا کہ یزید پلیدی کی یزیدیت کے متعلق ائمہ دین و محدثین

اور علماء و صلحاء اُمت کی رائے معلوم کی جائے کہ وہ یزید علیہ ما علیہ کے متعلق کیا



رائے رکھتے ہیں تاکہ احقاقِ حق ہو اور عامۃ المسلمین کو صراطِ اللذین النعمت علیہم اور غیر المغضوب علیہم ولا الضالین ہر دو کی راہ معلوم ہو جائے اور اس حق و ہل کی معرکہ آرائی میں سعادت مند ذہن فیصلہ کر سکیں کہ ہم نے امام عالی مقام کا ساتھ دینا ہے اور گمگشتہ راہ یزید پلید سے اجتناب اور پرہیز کرنا ہے اہل بیت کی محبت میں فَاُولَئِكَ مَعَ الَّذِیْنَ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ عَلَیْہِم مِّنَ النَّبِیِّیْنَ وَالصِّدِّیْقِیْنَ وَالشَّہَدَآءِ وَالصَّالِحِیْنَ وَحَسُنَ اُولَئِكَ رَفِیْقًا کا مرثوہ جاں فزا حاصل کرنا ہے۔

## غلام نبی ہمدانی

کیلا سوال ضلع بیلکوٹ

تاریخ ۲۳ محرم الحرام ۱۴۱۴ھ

مطابق ۱۴ جولائی ۱۹۹۳ء

بروز بدھ سات بجکر چالیس منٹ صبح





## یزید کا سن ولادت

یزید بن معاویہ ابو خالد الاموی ۵۲ھ یا ۵۳ھ میں پیدا ہوا۔  
بہت موٹا تازہ آدمی تھا۔ اس کے بدن پر بہت زیادہ بال تھے۔  
(تاریخ الخلفاء اردو ص ۲۰۸)

## نبی غیبؑ اور یزید نامی شخص

ابو یعلیٰ نے اپنی سند میں ابو عبیدہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ  
صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میری امت ہمیشہ عدل و انصاف پر قائم رہے  
گی حتیٰ کہ بنی امیہ میں ایک شخص یزید نامی ہوگا وہ عدل میں رخنہ ڈالے گا۔  
دوسری روایت

روایاتی نے اپنی سند میں ابو الدرداء سے روایت کی ہے کہ میں  
نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ اول وہ شخص جو میری سنت کو تبدیل  
کرے گا وہ بنو امیہ میں سے ہوگا اور اس کو یزید کے نام سے پکارا جائے گا۔  
(ہر دور روایت تاریخ الخلفاء امام سیوطی ص ۳۱۲)

## حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کا انتقال سے پہلے یزید کو وصیت فرمانا

ارشاد فرمایا بیٹا میرا موت پر یقین ہے اور اب میری وفات کا وقت  
قریب ہے اب جو میں کہنا چاہتا ہوں غور سے سن لے اور میرے کہنے پر اللہ تعالیٰ



گواہ ہے میرے بعد امور مملکت تیرے پاس ہوں گے تو میں تجھے رعیت اور لوگوں کے درمیان انصاف کی وصیت کرتا ہوں۔

میرے بیٹے کل قیامت کو حکمران اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں اس کے حضور جنت اور دوزخ کے درمیان کھڑے کیے جائیں گے تو اللہ تعالیٰ اپنے حکم اور اپنے انصاف سے جسے چاہے جنت میں داخل فرمائے گا اور جسے چاہے بوجہ اس کے جور و ظلم کے دوزخ میں داخل فرمائے گا۔

وانت یا بنی اجعل الناس (ترجمہ) میرے بیٹے لوگوں کو تین بین بیدیل علی ثلاثة اقسام درجوں میں تقسیم کرنا۔ بڑوں کو باپ الکیار منہم فحی مقام والدک کے قائم مقام اور چھوٹوں کو بچہ کے والصغیر منہم بمنزلة ولدک درجہ میں اور متوسط درجہ کو والمتوسط منہم بمنزلة بھائی کی مانند جاننا۔

اخیک (نور العین فی مشہد الحسین الاثنی عشری اسیاق الاسفرانی مطبوعہ مصر ۱۳۵۵ھ)

گویا مراتب کا لحاظ رکھنا ہر کسی کی قدر و منزلت اس کے منصب و مقام کے مطابق کرنا اور ہر کام میں اللہ سے ڈرتے رہنا خاص کر قیامت کے دن سے کہ اس دن اللہ تعالیٰ قبروں سے اٹھا کر ہر شخص کو اپنے حضور لائے گا اور فرمایا۔

واصلک یا بنی بالحسین و (ترجمہ) اے میرے بیٹے میں تجھے اولاد دہ و اخوتہ و اولاد اخوتہ حضرت حسین اور انکی اولاد اور ان کے و جمیع عشیرتہ و جمیع بھائیوں بھتیجوں اور تمام رشتہ داروں اور بنی ہاشم الوصیۃ التامہ۔ تمام بنی ہاشم کے بارہ میں وصیت کرتا ہوں۔







وجہ یہ تھی کہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا انتقال شام میں ہوا تھا اور امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس وقت مدینہ منورہ میں تھے۔  
 ذرا لُح مواصلات آج کی طرح نہ تھے کہ فضائی سفر کے ذریعے ایک گھنٹے میں انسان کہاں سے کہاں پہنچ جاتا ہے اور آج کی طرح پیغام رسانی کا نظام بھی نہ تھا کہ انسان لمحوں میں ایک براعظم سے دوسرے براعظم تک پیغام پہنچا سکتا تھا اس وقت کا سفر پیدیں یا اونٹ کھوڑے کی سوارت سے طے کیا جاتا تھا جس میں ہفتوں بلکہ مہینوں کی مہنت درکار ہوتی تھی۔  
 اس لیے حضرت امیر معاویہ نے اپنے وصال کے موقع پر فوراً خلافت یزید کے سپرد کیے اور وصیت فرمائی کہ وقت آنے پر یہ حق حضرت امام عالی مقام کو پیش کر دینا زوال بعد جس پر یزید نے عمل نہ کیا۔  
 بلکہ خلافت ورزی کی۔

اور حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے وصیت فرماتے ہوئے مزید فرمایا کہ خلافت اصل حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہی کا حق ہے وہ خود یا اپنے اہل و عیال میں سے جسے وہ مناسب سمجھیں خلافت عطا فرمادیں گے۔  
 نحن عبید لنا ولا بیہ وجہ ہم تو ان کے اور ان کے والد اور صلی اللہ علیہ وسلم ولا تنفق ان کے نانا جان صلی اللہ علیہ وسلم کے غلام یا ولدی نفقة الاولیاء نہیں اور بیٹا جو بھی تو خرچ کرے اس نصفها واحذر یا ولدی کا نصف امام حسین پر خرچ کرنا اور من غضبه عليك فانه انت اے میرے بیٹے ان کی ناراضگی سے غضب عليك يغضب عليك ڈر اگر وہ ناراض ہو گئے تو اللہ اور اللہ و رسولہ فان حذرہ اس کا رسول صلی اللہ علیہ وسلم



رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تاراض ہو جائیں گے تو بے شک اُن  
 هو الشفیع یوم القیامة فح کے نانا جان صلی اللہ علیہ وسلم شفیع ہیں  
 الاولین والآخرین ولسہ قیامت کے دن اگلوں اور کھیلوں کے  
 الشفاعة العظمیٰ فی الدنس اور ان ہی کیلئے ہے شفاعتِ کبریٰ ،  
 والجن اجمعین۔ والیہ علی سالوں اور جنوں میں اور اُن کے  
 بن ابی طالب کرم اللہ وجہہ والد گرامی حضرت علی بن ابی طالب ہیں  
 (الی) وامہ فاطمة الزہراء کرم اللہ وجہہ اور ان کی ماں حضرت فاطمہ  
 رضی اللہ عنہا ہی سیدۃ النساء الزہراء میں جو جنتی عورتوں کی سردار  
 وحیدتہ خدیجۃ الکبریٰ وہم ہیں اور ان کی نانی صاحبہ خدیجۃ الکبریٰ  
 الذین اظہرو الدین وهدانا ہیں اور یہ وہ لوگ ہیں جنہوں نے دین  
 اللہ بہمد الی القراط المستبان کی مدد کی اور اُن کے صدقہ میں اللہ  
 (نور العین فی مشہد الحسین) تعالیٰ نے ہمیں واضح راستہ کی ہدایت  
 الطبع مصر ص ۷ عطا فرمائی ہے

اور پھر حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا ، بیٹا کہنے کی سب  
 باتیں میں نے کہہ دیں اس کے باوجود پھر کہتا ہوں کہ کبھی امام عالی مقام یا  
 اُن کے کسی فرد یا قرابتداروں ، رشتہ داروں بلکہ بنی ہاشم کے کسی بھی فرد  
 کو تاراض نہ کرنا ورنہ ۔

اکون بریئاً منک فی الدنیاد میں بری الذمہ ہوں گا تجھ سے  
 الاخرۃ وتحشر مع المجرمین دنیا و آخرت میں اور تیرا حشر قیامت  
 فی نار جہنم یوم القیامت کے دن جہنمی مجرموں کے ساتھ ہوگا  
 فقال لہ یا ابت سمعاً وطاعة تو یہ یہ نہ کہہ اباجی میں نے سن لیا



لك ولقولك في جميع ما تأمرني اورمان لیا جو کچھ بھی آپ نے مجھے فرما  
بہ (نور العین ص ۶) دیا ہے۔

ان وصیتوں کے بعد حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کلمہ شہادت  
پڑھا اور آپ کی روح جسد عنصری سے پرواز کر گئی اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُونَ۔  
حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے انتقال کے بعد آپ کی تجہیز و تکفین اور تدفین  
سے فارغ ہو کر یزید کئی روز تک آنے والوں کے ساتھ والد کی تعزیت میں  
مصر و ف رہا۔

کئی روز گزر جانے کے بعد یزید امور مملکت کی طرف متوجہ ہوا۔  
ولبس ثیاب الفرح والسرور اور خوشی و مسرت کا ناخراہ لباس  
وقعد علی الکمری مملکت و پہنا اور تخت نشین ہوا اور شراب  
ادار کا سات الخمر۔ کے پیالوں کا دور شروع ہوا۔  
(نور العین فی مشہد الحسین ص ۷)

تخت نشینی کے بعد یزید نے شاہی خزانوں کے مٹے کھول دیئے۔ اور  
رعیت میں اپنا حکم مضبوط کرنے کے لئے انعام و اکرام کا سلسلہ شروع کیا،  
وزراء مملکت سے لے کر عام لوگوں کو ہدیئے اور تحفے دیئے کہ لوگ مجھ سے  
مانوس ہو جائیں چنانچہ شام و روم کے لوگ اس کی عطا سے بہرہ ور ہوئے۔  
استاذانی اسحاق السفرا سی فرماتے ہیں :-

واعطی جمیع عساکنا وجندہ الآ اور اس نے اپنے تمام لشکروں اور  
الحسین و اہل بیتہ فانہ لہم فوجوں کو نوازا مگر حضرت حسین  
لےعطہم شیئاً ولم یخرج لہم اور ان کے اہل خانہ کو کچھ بھی نہ دیا  
من بیت المال شیئاً من اموالہ اور نہ ہی بیت المال سے کوئی چیز



مات والدہ معاویہ و تکریم علی الحسین و قسا قلبہ علیہ و لہ یمنظر الیہ وضاعت وصیۃ والدہ علیہ و صار لا یذکر الحسین ولا احد امن اہل بیتہ و لا قرابتہ علی لسانہ و لا فی مجلسہ -  
(نور العین فی مشاہد الحسین ص ۱)

دی جب سے اس کے والد معاویہ کا انتقال ہوا اور حضرت امام حسین سے سرکشی کی اور ان کے بارے میں اس کا دل سخت ہوا اور وہ ایک نگاہ امام حسین کو دیکھنا پسند نہ کرتا تھا اور جو وصیت اس کا والد اُسے کر گیا تھا اس کو نظر انداز کر دیا۔ کہ وہ تو امام حسین اور ان کے اہل خانہ کا اپنی زبان سے ذکر کرنا بھی گوارا نہ کرتا تھا۔ بلکہ اپنی مجلس میں کسی سے ان کا ذکر سننا بھی برداشت نہ کرتا تھا۔

## مترید کا تعارف

”یہ بد باطن سیاہ دل تنگ خاندان ۵۲ھ میں امیر معاویہ کے گھر میسون بنت جندل کلیہ کے پیٹ سے پیدا ہوا، نہایت موٹا بدنما کثیر الشعر، بد خلق، تند خو، فاسق فاجر شرابی، بدکار ظالم، بے ادب گستاخ تھا۔ اس کی شرارتیں اور یہود گیاں ایسی ہیں جن سے بد معاشوں کو بھی شرم آئے۔ محرمات کے ساتھ نکاح اور سود وغیرہ منہیات کو اس بے دین نے اعلانیہ رواج دیا۔ مدینہ طیبہ و مکہ مکرمہ کی بے حرمتی کرائی ایسے شخص کی حکومت گرگ کی چوبانی سے زیادہ خطرناک تھی۔ ارباب فراست و اصحابِ ابرار اُس وقت سے ڈرتے تھے جبکہ عنان سلطنت اس شقی کے ہاتھ میں آئی۔ ۵۹ھ میں حضرت ابوہریرہ نے دعا کی اللھم انی اعوذ



بِمَكَ مِنْ رَأْسِ السَّيِّئِينَ وَأَمَارَةَ الصَّيِّئَاتِ - یارب میں تجھ سے پناہ مانگتا ہوں ستم کے آغاز اور لڑکوں کی حکومت سے۔ اس دُعا سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت ابو ہریرہ جو حاملِ اسرار تھے انہیں معلوم تھا کہ ستم کا آغاز لڑکوں کی حکومت اور فتنوں کا وقت ہے ان کی یہ دُعا قبول ہوئی اور انہوں نے ۵۹ھ میں بمقام مدینہ طیبہ رحلت فرمائی۔ (سوانح کر بلا ص ۵۹)

### آسمان سے پھتر برسے کا خطرہ

واقعی نے عبداللہ بن حنظلہ الغیل سے روایت کی ہے کہ :-  
 "واللہ ہم نے ینہ یہ پر جب تک خروج نہیں کیا جب تک ہمیں یہ یقین نہیں ہوا کہ آسمان سے اب پھتر برس جائیں گے۔ سخت تعجب ہے کہ لوگ ماؤں اور بیٹوں اور بہنوں سے نکاح کریں اور کھلم کھلا شراب پیئیں اور نماز چھوڑ دیں۔"

(تاریخ الخلفاء امام سیوطی ص ۲۱۲)

رَبِّهِ ملاحظہ ہو :-

دیوبندی مکتب فکر کے حکیم الاسلام مولانا قاری محمد طیب مہتمم دارالعلوم دیوبند کی مصنفہ کتاب شہیدِ کربلا اور ینہ یہ کے چند اقتباسات اس کتاب کے متعلق قاری طیب صاحب کے صاحبزادہ محمد سالم قاسمی اس کتاب کے تعارف ص ۱ پر فرماتے ہیں :-

"بزرگانِ دارالعلوم دیوبند بعیرت و تحقیق کی روشنی میں حضرت سیدنا حسین رضی اللہ عنہ کے موقف کو برحق اور ینہ دیوبند کے موقف کو نفیاً نہ پر مبنی سمجھتے ہیں۔"



اس مکتب فکر کے جو لوگ یزید عنید کی حمایت اور امام عالی مقام کی مخالفت میں ہیں ان کو اپنے نظریہ پر نظر ثانی کرنی چاہیئے چنانچہ :-

## یزید اور اس کا کردار کے عنوان سے قاری طیب صاحب لکھتے

ہیں :-

یزید کا ذاتی فسق و فجور بھی کچھ کم نہ تھا۔ دیانات میں اس کا قصور اور فتور حافظ ابن کثیر فقہ الہرامی وغیرہ نے نہایت صفائی اور وضاحت سے نقل کیا ہے جو کسی موقع پر آئے گا لیکن جس فسق نے اُسے مبعوض خلافت بنایا وہ اس کا اجتماعی رنگ کا فسق تھا جس نے اُمت میں فتور پیدا کر دیا۔ ذاتی فسق سے تو محض ذات تباہ ہو جاتی ہے لیکن اجتماعی فسق سے اُمت اور اجتماعیت تباہ ہو کر رہ جاتی ہے اس لئے علماء اور فقہاء نے زیادہ تر یزید کے اسی فسق کا ذکر کیا ہے اور اسی پر احکام مرتب کیے ہیں پھر اس میں بھی قبیح ترین فسق جس نے اُمت میں اسی کی طرف سے ذہنی اشتعال پیدا کر دیا وہ قتل حسین ہے جو اس کی امارت کا شاہکار ہے۔ ابن کثیر کہتے ہیں :-

وقد تقدم انه قتل الحسين اذ ربه گزر چکا ہے کہ (یزید) نے اصحابہ علی یدی عبید اللہ حسین اور ان کے ساتھیوں کو عبید اللہ ابن زیاد سے قتل کیا۔

(البدایہ والنہایہ ج ۸ ص ۲۲۲) (محوالہ شہید کہ بلا اور یزید ص ۱۲۶)  
اور اسی کتاب کے ص ۱۳۹ پر لکھا ہے کہ فسق تو فسق بعض المکر کے یہاں تو یزید کی تکفیر تک کا مسئلہ بھی زیر بحث آگیا۔



اور ص ۱۲ پر لکھا کہ "یزید کا یہی وہ ذاتی اجتماعی اور مسلمہ کل منفق بنے جس سے اس کے مستحق لعنت ہونے کا مسئلہ ائمہ کے زیر بحث آیا اور علمائے اس پر فقہی حیثیت سے کافی مبسوط اور مفصل کلام کیا ہے۔"

(شہید کربلا اور یزید)

اور البدایہ والنہایہ جلد ۸ ص ۲۳ کے حوالے سے نقل کیا ہے کہ :-

وكان فيه ايضا اقبال اور اس میں یہ عادتیں بھی تھیں کہ شہوت  
على الشهوات وترك بعض رانی پر جھکا ہوا تھا بعض اوقات کی  
الصلوات في بعض الاوقات نمازیں بھی نہ پڑھتا تھا اور وقت گزار کر  
واما اتتها في غالب الاوقات پڑھتا تو اکثر تھا۔

(شہید کربلا اور یزید ص ۱۴۹)

اور اس عبارت کے ساتھ حافظ ابن کثیر نے ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کی یہ حدیث بھی نقل کی ہے کہ وہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ سترہم کے بعد ایسے خلف ہوں گے جو نمازوں کو ضائع کریں گے اور شہوتوں کی پیروی کریں گے تو انجام کار غی (جہنم کی ایک وادی) میں جاگیریں گے۔ اشارہ یزید پارٹی کی طرف ہے جو سترہم سے ابھری۔

(شہید کربلا اور یزید ص ۱۴۹ قاری طیب)

## یزید کا مستحق علیہ فاسق ہونا

جس کو قاری طیب صاحب مہتمم مدرسہ دیوبند اپنی اسی کتاب "شہید کربلا" کے صفحہ ۱۵۲، ۱۵۳ پر یوں بیان کرتے ہیں کہ :-

"بہر حال یزید کے منفق و فاجر پر جب کہ صحابہ کرام سب ہی متفق ہیں۔"



خواہ وہ مباہلین ہوں یا مخالفین پھر ائمہ مجتہدین بھی متفق ہیں اور ان کے بعد علماء راسخین محدثین فقہاء مثل علامہ قسطلانی، علامہ بدرالدین عینی، علامہ بیہقی، علامہ ابن حجرزنی، علامہ سعد الدین تفتازانی، محقق ابن ہمام حافظ ابن کثیر، علامہ الکلباء الہراسی جیسے محققین یزید کے فسق پر علماء سلف کا اتفاق نقل کر رہے ہیں اور خود بھی اسی کے قائل ہیں۔ پھر بعض ان میں سے اس فسق کے قدر مشترک کو مواتر المعنی بھی کہہ رہے ہیں جس سے اس کا قطعی ہونا بھی واضح ہے پھر اوپر سے ائمہ اجتہاد میں سے امام ابو حنیفہ، امام مالک، امام احمد بن حنبل کا یہی مسلک الہراسی نقل کر رہے ہیں اور خود شافعی ہیں اور فتویٰ دے رہے ہیں تو ان کی نقل ہی سے یہ مسلک امام شافعی اور فقہ شافعی کا ثابت ہوتا ہے تو اس سے زیادہ یزید کے فسق کے متفق علیہ ہونے کی شہادت اور کیا ہو سکتی ہے۔ (شہید کربلا ص ۱۵۳)

قاری سے طیب دیوبندی کی اس تحقیق کے بعد :-

اے اگر کوئی شخص دیوبندی ہوتے ہوئے یزید کے حق پر ہونے کے ترانے گائے گا اور امام عالی مقام کو باطنی قرار دے تو فیصلہ خود کرنا ہوگا کہ قاری طیب صاحب کی تحقیق اور آپ کی تحقیق میں کیا فرق ہے۔

حقائق و بصائر کی روشنی میں یہ کیسے ممکن تھا کہ امام عالی مقام مذکورہ بالا حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ جیسی فاضل اور عظیم ہستی جن کی تربیت آنغوش نبوت میں ہوئی ہو۔ شریعت مطہرہ کی حدود کو پامال کرنے والے فاسق و فاجر ظالم انسان (یزید) کی بیعت کر کے اپنا مقتدا تسلیم کرتے جس سے ہمیشہ کے لئے دین مبین کی ساکھ کو ایسا نقصان پہنچتا جس سے الی یوم القیامہ فسق و فجور کی حمایت کے دروازے کھل جاتے اور احکام شریعت کا مذاق اڑایا جانے



لگتا ہے

شاہ است حسین بادشاہ است حسین  
دین است حسین دین پناہ است حسین

سر داد نہ داد دست در دست یزید  
حقا کہ بنائے لاکڑا لہ است حسین

(سراج الاولیاء معین الدین چشتی اجمیری)

یہی وہ حقائق ہیں جن کے پیش نظر دینِ مستین کی گرتی ہوئی ساکھ کو امامِ عالی  
مقام نے اپنا خون دے کر سہارا دیا اور باطلِ قوت کے مقابلے میں دُٹ جانے  
کا درس دیا۔

## یزید کی ذہنوں کا مغالطہ

یہ بھی ہے کہ یزید نہیں چاہتا تھا کہ امام حسین کو شہید کیا جائے یہ  
زیادتی ابنِ زیاد کی ہے جس سے یزید ناخوش ہوا۔

جب کہ حقیقت یہ ہے کہ ابنِ زیاد نے یہ تمام مظالم یزیدِ پلید کی رضا و  
خوشنودی کے لیے اس کے زیرِ حکم کیے۔ جس کا ثبوت یہ ہے کہ جب سید الشہداء  
حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور دیگر شہداء کرب و بلا کے سرِ ابنِ زیاد  
اور یزید کے سامنے لائے گئے تو ہر ایک نے فاخرانہ انداز میں اظہارِ مسرت  
کیا۔

تو اس سانحہ جانکاہ پر اظہارِ مسرت کرنا امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ  
کے برضا و رغبت شہید کرنے کا منہ بولتا ثبوت ہے۔

~ ~ ~ ~ ~



این زیاد اور یزید کا امام پاک کے سر مبارک کو سامنے پا کر  
گستاخانہ انداز میں اظہارِ مسرت کرنا۔

عن انس بن مالک رضی اللہ عنہ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ  
عندہ اوتیٰ عبید اللہ بن زیاد فرماتے ہیں کہ جب حضرت حسین علیہ السلام  
برأس الحسین علیہ السلام کا سر مبارک طشت میں رکھ کر عبید اللہ  
فجعل فنی طست فجعل ینکت وقال فنی حسنه شیئا بن زیاد کے سامنے پیش کیا گیا تو وہ  
فقال انس قال اشبههم مٹونگے مارنے لگا اور آپ کے حسن و  
بوسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جمال پر نکتہ چینی کی حضرت انس نے  
وسلم وکان مخصوياً بالوسمة فرمایا کہ وہ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم  
در بخاری جلد اول صفحہ ۵ جز ۱۲ کے سب سے زیادہ مشابہ تھے اور امام  
عالی مقام نے دسمہ کا خطاب کیا ہوا تھا۔

بخاری سے شریف کی اس حدیث سے ثابت ہوتا ہے کہ امام عالم مقام  
کے قتل میں یزید کی رضا اور منشا کا دخل تھا اگر دخل نہ ہوتا تو ابن زیاد  
اہم حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو قتل نہ کرتا اور پھر قتل ہو جانے کے بعد آپ کے  
سر مبارک کی توہین نہ کرتا اور ناحق قتل اور توہین پر یزید عنید نے ابن زیاد  
کو کوئی سزا بھی نہیں دی کیا وجہ تھی یہی ناکہ یزید اس فعل پر راضی تھا۔  
اب سنیئے مولانا قاری طیب صاحب مہتمم دارالعلوم دیوبند کی زبان اور  
قلم سے۔ وہ اپنی کتاب شہید کہ بلا کے ص ۱۲۶ پر لکھتے ہیں۔

والحق ان رضا یزید بقتل اور حق بات یہ ہے کہ یزید کا قتل حسین  
الحسین واستبشاراً بذلک و سے راضی ہونا اور امانت اہل بیت نبی



اھانت اھل بیت النبی صلی اللہ علیہ وسلم مما تواتر معناه وان کان تفاسیلھا احاداً۔  
 کریم صلی اللہ علیہ وسلم ان چیزوں میں سے ہے جو  
 معنوی طور پر تواتر کے ساتھ ثابت شدہ  
 ہیں اگرچہ ان کی تفصیلات اخبار احاد  
 (قسط ۱۲، ص ۱۵۲ ج ۵) ہیں۔

اور قاری طیب صاحب اسی کتاب کے صفحہ ۱۲۷ پر فرماتے ہیں :-  
 حافظ ابن کثیر نے ذخیرۃ احادیث سے بھی ایسی روایتیں نقل کی ہیں جن سے  
 یزید کی رضا قتل حسین سے ثابت ہوتی ہے اس سلسلہ میں ایک مفصل روایت  
 تو ابی مخنف کی ہے جس کی روایتوں کو سبائی روایت کہہ کر عموماً ناہمی لوگ رد  
 کر دیتے ہیں۔ لیکن اس مضمون کو قدرے اجمال کے ساتھ محدث ابن ابی الدینا  
 نے محدثانہ طریق سے روایت فرمایا ہے جس کا متن یہ ہے :-

عن جعفر قال لما وضع  
 رأس الحسين بين يدي  
 يزيد وعنده ابو برزہ  
 وجعل ينكيت بالقضيب  
 فقال له ارفع قضيبك  
 فلقد رأت رسول الله  
 صلی اللہ علیہ وسلم یلمہ  
 حضرت جعفر سے روایت کیا ہے  
 کہ جب حضرت حسین کا سر یزید کے  
 سامنے رکھا گیا اور اس کے پاس  
 ابو برزہ (اسلمی صحابی) بھی تھے اور  
 یزید نے چھڑی سے (حضرت حسین  
 کے منہ پر) چوکے مارنے شروع کیے  
 تو ابو برزہ نے فرمایا کہ اپنی چھڑی ہٹا  
 میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس  
 جگہ کا بوسہ لیتے ہوئے دیکھا ہے۔  
 (البدایہ ص ۱۹۸ جلد ۸)

کیا حضرت حسین کے چہرے کو چوکا لگانا قتل حسین سے ناخوشی اور ناپسندیدگی  
 کی دلیل ہوگی؟



اور آیا یہ گستاخانہ نازیبا اور تحقیر آمیز رویہ وہ شخص اختیار کر سکتا ہے جو اس قتل سے ناخوش ہو یا وہ کرے گا جو دل میں انتہائی خوشی کے جذبات لیے ہوئے ہو۔ بلاشبہ یزید کا حضرت حسین رضی اللہ عنہ کے چہرہ مبارک سے یہ تحقیر آمیز رویہ جو ایک دشمن کے ساتھ کیا جاتا ہے کسی طرح بھی اس قتل سے یزید کی ناخوشی کا ثبوت نہیں بن سکتا بلکہ رضا کی کھلی علامت ہے فاعتبرا یا اولوالابصار۔ (شہید کربلا قاری طیب ص ۱۲۷)

اب تو قاری صاحب کے ہم مسلک یزید پلید کے مدح خوانوں کی تسلی ہو جانی چاہیے اور تسلیم کر لینا چاہیے کہ ۵

قتل حسین اصل میں مرگِ یزید ہے  
اسلام زندہ ہوتا ہے ہر کربلا کے بعد

اور ۵

اب تک چمک رہا ہے حسین و علی کا نام  
اور خاک اڑ رہی ہے یزید و زیاد کی

## امام جلال الدین سیوطی کی شہادت

فرماتے ہیں جب حضرت امام حسین علیہ السلام (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) مع اپنے ساتھیوں کے شہید ہو گئے تو ابن زیاد نے ان کے سروں کو یزید کے پاس بھیج دیا اور ان کے قتل سے بہت خوش ہوا مگر جب مسلمان اس سے ناراض ہوئے اور لوگوں نے اس کے اس فعل کو برا سمجھا تو اس کو سخت ندامت ہوئی اور حق یہ ہے کہ مسلمان بجا ناراض ہیں۔  
(تاریخ الخلفاء مارہ دو ط ۲۱۱)



## محدث قرطبی کی شہادت

جب امام عالیہ مقام کا سرینہ دیکے پاس لایا گیا ۔

ثم وضع الرأس المکرر پھر سرینہ دیکے سامنے امام حسین کا  
بین یسریٰ یزید فامر ان سر رکھا گیا ہونے کے طشت میں تو یزید  
يجعل فی طشت من ذهب دیکھتا اس کی طرف اور مارتا پھر بڑا  
وجعل ینظر الیہ ثم کلام کیا اور حکم دیا کہ یہ سر شام  
تکلم بکلام قبیح و اصر پہنچا دیا جائے ۔ (شام میں سولی  
بالرأس ان تصلب بالشام پر لٹکایا جائے ۔

و کتاب التذکرہ فی احوال النواکی ص ۵۶ بحوالہ تحقیق مزید فی حقیقت یزید ص ۱۱۱

## زید بن ارقم رضی اللہ عنہ کی شہادت

فرمایا جب امام حسین رضی اللہ عنہ قتل ہو گئے تو عمرو بن سعد نے آپ کا سر مبارک  
اور آپ کے دوسرے ساتھیوں کے سر ابن زیاد کے پاس بھیجے ۔ ابن زیاد سارے  
سر ایک جگہ جمع کر کے امام حسین رضی اللہ عنہ کے سامنے والے دانوں پر چھڑی  
سے مارتا رہا جب اسے زید بن ارقم رضی اللہ عنہ نے دیکھا وہ چھڑی دانوں  
سے اٹھا نہیں رہا ہے تو کہا ابن زیاد اس منہ سے چھڑی اٹھا لو خداوند قدوس  
کی قسم میں نے ان ہونٹوں کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہونٹ بوسہ دیتے  
دیکھے ہیں پھر وہ رو پڑے ۔ (أسد الغابہ ونور البصار ج ۱ ص ۴۶۵)

## ابو بردہ سلمیٰ کی شہادت

لوگ جب امام حسین کا سر مبارک لے کر یزید کے پاس آئے اور اس



کے سامنے رکھ دیا جب کہ اس کے ہاتھ میں چھڑی تھی یزید نے امام حسین کے دانت پر چھڑی رکھی (اور نازانہ انداز میں حسین کے شعر پڑھے)  
ابو بردہ سلمیٰ وہاں موجود تھے انہوں نے کہا تم چھڑی کے ساتھ ان کے دانت کو مارتے ہو سن لو یہ وہ دانت ہیں جن کو چومنے ہوئے میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا ہے۔

(نور الابصار اردو مؤلفہ شیخ مومن بن حسن مومن شبلنجی جلد ۱ ص ۴۷۷)

اسے دلائل و حقائق کے ہوتے ہوئے بھی کوئی حق طلب دانش مند یزید علیہ کو امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر ہونے والے جو رجحان ظلم و ستم سے بری قرار دے گا ہرگز نہیں اسی لئے ناکہ یزید امام حسین کو بیعت نہ کرنے کی صورت میں قتل کرنا چاہتا تھا جیسا کہ تاریخ طبری جلد ۴ ص ۲۱۵ میں ہے کہ

”جب یزید کے دربار میں ان لوگوں (اہل بیت کا) داخلہ ہوا اور سب لوگ بیٹھے دیکھ رہے تھے۔ علی بن حسین سے یزید کہنے لگا تمہارے باپ (حسین) نے مجھ سے قرابت کو قطع کیا اور میرے حق کو نہ جانا اور میری سلطنت کو مجھ سے چھیننا چاہا دیکھو خدا نے ان سے کیا سلوک کیا۔ یعنی یہ کہ ہم نے انہیں قتل کر دیا ہے صاف واضح ہو رہا ہے کہ امام حسین کے قتل میں یزید کا جابرانہ ہاتھ تھا جس کے ایسا پر امام عالی مقام کو قتل کیا گیا۔“

(جسے جہاں امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور افرادِ خانہ نبوت کے قتل سے یزید ثنیہ کی اطرافِ عالم میں رسوائی اور ذلت ہونے لگی تب یزید نے یقین کیا کہ لوگوں کی اکثریت میرے عملِ بد سے میری مخالفت کر رہی ہے تو پھر اس نے اظہارِ ندامت کیا اور اہل بیت سے معذرت خواہانہ رویہ اختیار کیا تا آنکہ یہ کہنا کہ یزید قتل حسین سے بری ہے بالکل غلط ہے۔



## غیر مقلدین اہل حدیث کے مایہ ناز علامہ مولوی وحید الزماں صاحب کے تاثرات

وخرج امامنا الحسين ابن  
علي علي يزيد لعنه الله  
دلانہ ما دخل في بيعته  
وكذا اكثر اهل المدينة  
والذين دخلوا في بيعته  
هم الميثانكثوا بيعته  
لما راوا من فسق وفجور  
والحادۃ كتحليل الخمر والزنا  
رضيخ ذلك فهو عليه السلام  
بذل نفسه لاعلام كلمته الله  
واقامة الشرع المتين  
وصار سيد الشہداء والمہدیین  
ومن انكر شهادة الحسين  
وظنه باعيا فقد اخطا  
خطار فاحشا -

اللہ تعالیٰ کا نینید پر لعنت ہو ہمارے امام  
حسین بن علی علیہما السلام اس کے خلاف  
نکلے اور آپ اس کی بیعت میں داخل نہ  
تھے اور ایسے ہی بہت سے مدینے والے اور  
وہ جنہوں نے اس کی بیعت کی تھی جب  
انہوں نے اس کے فسق و فجور اور الحاد کو  
دیکھا جیسا کہ شراب و زنا وغیرہ کو حلال  
کرنا تو اس کی بیعت توڑ دی امام  
حسین علیہ السلام نے اعلام کلمۃ اللہ  
اور اقامت شرع متین کے لیے اپنی  
جان کو نثار کر دیا اور آپ سید الشہداء  
اور صدیق ہیں اور جس نے حضرت  
حسین کی شہادت کا انکار کیا اور  
آپ کو باغی کہتا ہے تو اس نے  
خطائے فاحش کی -

(ہدیۃ المہدی ص ۹۰)

علامہ وحید الزماں صاحب نے لعنۃ اللہ پر جو حاشیہ دیا ہے اس کا  
اردو ترجمہ اس طرح ہے کہ ہم یزید پر لعنت کرتے ہیں اس لیے کہ ہمارے امام



احمد بن حنبل نے اس پر لعنت کی ہے اور اسی طرح ابن جوزی نے ہمارے پہلے ساتھیوں سے لعنت کا جواز پیش کیا ہے اور وہ جو امام غزالی نے منع کیا ہے تو انہوں نے اللہ تعالیٰ کے اس فرمان پر توجہ نہیں دی ہے کہ  
**الَّذِينَ يُؤْذُونَ اللَّهَ وَرَسُولَهُ لَعَنَهُمُ اللَّهُ فِي الدُّنْيَا  
 وَالْآخِرَةِ وَأَعَدَّ لَهُمْ عَذَابًا مُّهِينًا** (ترجمہ) جو لوگ اللہ اور  
 اس کے رسول کو اذیت دیتے ہیں اُن پر اللہ کی لعنت دُنيا اور آخرت  
 میں اور اُن کے لیے امانت والا عذاب تیار کر رکھا ہے۔

اور اس سے بڑھ کر کیا اذیت ہو سکتی ہے کہ بنی کریم صلی اللہ علیہ وسلم  
 کی آل اہل اقربا کو اور اہل مدینہ کو قتل کیا اور ان کی بے حرمتی کی اور اس  
 بات کا یزید نے حکم دے رکھا تھا اور اس پر یزید کا خوش ہونا تو اتر  
 سے ثابت ہے اور اس سے انکار نہیں کیا جاسکتا۔

اور یزید سے روایت ہے اللہ اس پر لعنت کرے جو کہا کہ لیت اشیائی  
 بیدر شہدوا کاش کہ بدر کے میرے بزرگ آج موجود ہوتے۔  
 حالانکہ یہ بنو خزرج نے مسلمان ہونے کی صورت میں کہا تھا قد قتلنا المقوم  
 من ساداتنا لا ببدر فاعتدل بے شک ہم نے ان  
 (کفار) کے سرداروں کو قتل کیا اور ہم نے ان کے ساتھ بدر میں انصاف کیا  
 تو یہ عدل ہے۔

اگر یہ روایت درست ہے تو یزید کا بدر میں قتل ہونے والے اپنے  
 بڑوں کا حوالہ دینا ہی اس کے کفر والحاد کے لیے کافی ہے۔

(ہدیت المہدی حاشیہ ص ۹۸)

علامہ وحید الزماں صاحب کی ہر دو مذکورہ بالا عبارت سے یزید کا امام حسین



رضی اللہ عنہ اور آپ کے عزیز و اقارب کو قتل کرنے کا حکم اور قتل کروا دینے کے بعد خوش ہونا ثابت ہے۔

نیز یہ کہ یزید پر لعنت کرنا جائز لکھ رہے ہیں بلکہ اس کا کافر ہونا تاک لکھ دیا۔ اندریں حالات یہ کیسے ممکن تھا کہ حضرت ام حسین رضی اللہ عنہ جیسی جلیل القدر ہستی اتنے بڑے جابر اور ظالم کی بیعت کرتے جبکہ یہ سب کچھ خاندانی عظمت اور غیرت کے تقاضے کے خلاف تھا پھر اس کے باوجود بھی کوئی امام عالی مقام کو معاذ اللہ باغی کہے تو صراطِ مستقیم سے بھٹکنے کی وجہ سے گویا خطائے فحش کا ارتکاب کر رہا ہے۔

اور تعجب ہے کہ ان حقائق کے ہوتے ہوئے پھر سوائے زمانہ یزید کو کوئی امیر المومنین کہے جبکہ اس کے ذاتی جرائم واضح ہو جانے پر اکثر و بیشتر صحابہ کرام نے اس کی بیعت بھی توڑ دی تھی۔

## یزید کو امیر المومنین کہنے پر بیس کوڑوں کی سزا

نوفل بن ابوالفرات کہتے ہیں کہ میں خلیفہ عمر بن عبدالعزیز کے پاس ایک روز بیٹھا ہوا تھا۔ کچھ یزید کا ذکر آگیا اور ایک شخص نے یزید کا امیر المومنین یزید بن معاویہ کہہ کر نام لیا۔ عمر بن عبدالعزیز (خلیفۃ المسلمین) نے فرمایا تو اسے امیر المومنین کہتا ہے، یہ کہہ کر آپ نے حکم دیا کہ اس جرم میں اس کے بیس کوڑے لگائے جائیں۔ (تاریخ الخلفاء ردو دام سیوطی ص ۲۱۲)

معلوم ہوا کہ اسلامی حکومت ہو تو یزید کو امیر المومنین کہنے والوں کو در سے لگانے چاہئیں۔



# یزید امام حسین کے ہوتے ہوئے امیر کیسے ہو سکتا ہے

(شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ)

اِنَّ الَّذِيْنَ كُوذِبُوْنَ بِاللّٰهِ  
وَرَسُوْلِهِ لَعَنَهُمُ اللّٰهُ  
فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ وَ  
اَعَدَّ لَهُمْ عَذَابًا مُّهِينًا  
(سورۃ احزاب ۳۳)

تمام مکاتیب فکر کے نزدیک معتبر شخصیت برصغیر ہند و پاک میں مسلمہ  
محدث شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ اس آیت سے استنباط  
فرماتے ہوئے اپنی مشہور کتاب تکمیل الایمان میں لکھتے ہیں۔

”یزید امام حسین کے ہوتے ہوئے امیر کیسے ہو سکتا ہے اس وقت  
کے صحابہ کرام اس کی اطاعت سے بیزاری کا اعلان کر چکے تھے مدینہ منورہ  
کے چند (معتبر) لوگ اس کے پاس شام میں جبر و اکراہ سے بھیجے گئے  
تھے وہ واپس مدینہ آئے تو عارضی بیعت کو نسخ کر دیا اور کہا یزید  
خدا کا دشمن ہے وہ شرابی ہے، زانی ہے، تارک الصلوٰۃ ہے اور محارم  
کو بھی حلال جانتا ہے، بعض لوگ خیال کرتے ہیں کہ یزید نے قتلِ حسین  
کا حکم نہیں دیا تھا اور نہ ہی وہ اس پر راضی تھا ہمارے نزدیک یہ  
خیال غلط ہے کیونکہ یزید کی اہل بیت سے عداوت ان کی امانت و ذلت  
کے اتنے واقعات اس سے سرزد ہوئے ہیں جن کا انکار نہیں کیا جاسکتا  
بعض لوگ اس کی لعنت کے بارے میں توقع کرتے ہیں تو کیا یہ آکریمہ



اِنَّ الَّذِيْنَ يُؤْذُوْنَكَ اِلٰهُمَّ وَرَسُوْلُكَ لَحَنَمُهُمُ اِلٰهُ  
فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ وَاَعَدَّ لَهُمْ عَذَابًا مُّهِينًا  
کے مطابق وہ مستحق لعنت و عذابِ نار نہیں ہے۔

اہم احمد بن حنبل اور ابن جوزی یزید کی لعنت کے قائل ہیں۔  
(تکمیل الایمان ص ۱۸ بحوالہ کردار یزید ص ۳)

## حضرت شیخ محقق فرماتے ہیں

۱۔ ابن جوزی کہتے ہیں کہ جب ۶۲ھ شروع ہوا تو یزید پلید بن معاویہ  
نے عثمان بن محمد بن سفیان کو جو اس کا چچا زاد بھائی تھا مدینہ منورہ روانہ کیا  
تاکہ باشندگان مدینہ کو یزید کی بیعت پر دعوت دیں عثمان بن محمد نے اہل مدینہ  
سے ایک جماعت کو یزید کی جانب روانہ کیا اس کے بعد جب یہ جماعت یزید کے  
پاس سے مدینہ طیبہ واپس آئی تو اس نے یزید پلید کو دشنام طرازی (گالی)  
پر زبان کھولی اور اس کی بے دینی شراب نوشی ممنوعات کے ارتکاب اور کتوں  
سے کھیلنے کا ذکر کیا اور ساتھ ہی اس کی دوسری بڑی باتیں بھی لوگوں سے بیان کیں  
اس کی بیعت سے علیحدگی بھی اختیار کر لی اور بقیہ اہل مدینہ کو اس کے  
تبعہ بیعت و اطاعت سے روکا۔ منذر ایک شخص تھا جس کا تعلق اسی  
جماعت سے تھا انہوں نے خدا کی قسم کھا کر کہا کہ مجھ کو یزید نے ایک لاکھ  
درہم دیئے ہیں اور میرے ساتھ احسان بھی کئے ہیں لیکن میں سچائی کو ہاتھ  
سے نہ جانے دوں گا۔ یزید شراب نوش اور تارکِ صوم و صلوٰۃ ہے۔

عبداللہ بن حنظلہ کہتے تھے کہ میں اس وقت تک یزید کی بیعت سے باہر  
نہ ہوں گا اور اس پر خروج نہ کروں گا جب تک کہ ہم کو آسمان سے پتھر



برسنے کا حق نہ ہو۔

(جذب القلوب ص ۳)

## اہل مدینہ صحابہ کرام نے یزید کی بیعت توڑ دی

۲۔ ابن جوزی ابوالحسن بدایہنی سے جو ثقہ راوی ہیں نقل کرتے ہیں کہ اہل مدینہ یزید کی علامات فسق و فساد کے ظاہر ہو جانے کے بعد منبر پر چڑھ کر اس کی بیعت کے منکر ہو گئے۔ عبداللہ بن ابی عمرو بن حفص مخزومی نے اپنا علمائے سر سے اتار کر کہا کہ اگرچہ یزید نے مجھ کو (ایک لاکھ درہم) صلہ اور انعام دیا ہے۔ نیز میری جائداد میں بھی اضافہ کر دیا ہے لیکن جو خدا کا دشمن اور دائم الخمر ہے میں نے اس کی بیعت کو اس طرح اپنے سے علیحدہ کر دیا جس طرح اپنی دستار کو۔ دوسرا آدمی اٹھٹھ پاؤں سے اپنی جوتیاں اتار کر اسی طرح یزید کی بیعت توڑ دی۔ یہاں تک کہ علمائے اور جوتیوں سے مجلس بھر گئی (یعنی ڈھیر لگ گیا)۔ (جذب القلوب شیخ محقق عبدالحق محدث دہلوی اردو ص ۳)

قابل غور ہے کہ پھر ایسے بے باک اور بے حیا شخص کی بیعت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کیسے کر سکتے تھے۔

## مدینہ طیبہ کی قدر و منزلت

(سرکار مدینہ صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمودات کی روشنی میں)

حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم نے وصیت فرمائی ہے کہ لوگوں کو اس شہر بزرگ کے باشندوں کی تعظیم کرنا چاہیے۔

قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم المدینۃ  
مدینہ میری ہجرت کا مقام ہے۔



مہاجرین و فیہا مہجری  
 و فیہا مبعثی  
 حقیق علی امتی جبرانی  
 اور اس میں میری خواب گاہ (مزار)  
 ہے اور یہیں ہے (قیامت کو) اٹھوں گا۔  
 میری اُمت پر لازم ہے کہ میرے  
 ہمسایہ کی حفاظت اور حرمت کریں۔  
 اور اسی مقام پر ستر ہزار رحمت کے فرشتے ہیں جن سے میری قبر ڈھکی رہتی  
 ہے۔ (جذب القلوب اردو منہ ۳)

اور سرکار نے فرمایا :-  
 من حفظہم کنت لہ  
 شہیداً و شفیعاً  
 یوم القیامۃ و من لم  
 یحفظہم سقی من طینۃ  
 الحبال۔  
 جو شخص ان کی حرمت کی حفاظت  
 کرے گا میں قیامت کے دن اس کا  
 شفیع ہوؤں گا اور جو شخص مدینہ  
 کی حرمت کو نگاہ میں نہ رکھے گا اس  
 کو طینت حبال پلایا جائے گا۔

یہ ایک جوڑ ہے دوزخ میں، جس میں دوزخیوں کا خون اور پیپ  
 جمع ہوتا ہے اللہ تعالیٰ اس سے پناہ میں رکھیں۔  
 اور صحیح مسلم میں آیا ہے :-

لا یرید احد اہل المدینۃ  
 بسوء الا اذا به اللہ فی  
 النار کما ذوب الرصاص و  
 ذوب الملمح فی الماء۔  
 جو شخص کہ اہل مدینہ سے بدی کا  
 ارادہ کرے گا وہ شہنشاہ جبار کے  
 عذاب میں گرفتار ہوگا اور آگ  
 میں مانند رنگ کے اور پانی میں مانند  
 نمک کے پھل جائے گا۔

حضرت سعید بن مسیب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ایک



دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ منورہ میں جلوہ افروز تھے آپ نے اپنے دونوں ہاتھ مبارک اٹھا کر فرمایا۔

اللّٰهُمَّ مَن ارَادَنِي وَاَهْلَ بَلَدِي بِسُوءٍ  
فَجْعَلْ هَلَاكَهُ -

اے اللہ! جو شخص میرے اور میرے اہل شہر کے ساتھ بُرائی کا خیال کرے اس کو جلد ہلاک کر۔

(جذب القلوب ص ۳۱)

کون نسائی کی روایت میں ہے۔ من اخفات اهل المدينة جو شخص اہل مدینہ کو ظلم ڈرائے ظالماً اخاف اللہ وکانت علیہ لعنة اللہ والملائكة والناس اجمعین۔ اس کو اللہ ڈراتا ہے اور اس پر اللہ اور فرشتوں اور سب لوگوں کی لعنت ہے۔

جبکہ دوسری حدیث میں ہے کہ اس کا کوئی عمل فرض یا نفل مقبول نہیں ہوتا۔ اسی طرح بہت سی حدیثیں ہیں۔ (جذب القلوب ص ۳۲)

تمام بُرائیوں میں سب سے بڑی بُرائی وہ ہے جو بینہ پلید بن معاویہ رضی اللہ عنہ کے زمانہ قتل ام حسین بن علی علیہ السلام اللہ علیہما کے بعد واقع ہوئی ہے۔ یہ واقعہ حرہ کا ہے یہ مدینہ پاک کے اطراف میں ایک میل کے فاصلے پر ایک مقام ہے جو کچھ کہ قتل و خونریزی بے حرمتی اور فساد اس شہر پاک کی حرہ میں واقع ہوئی ہے اس کا ذکر ہی پاکیزہ قلوب کی کدورت اور رنجش کا باعث ہے لیکن چونکہ اس کا واقعہ ہونا مخبر صادق کے قول کے مصداق



ہے آپ نے اس زمانہ سے پیشتر ہی خبر دے دی تھی۔

ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا ایک دن آئے گا جس میں اہل مدینہ کو مدینہ سے باہر کریں گے لوگوں نے دریافت کیا کہ وہ کون شخص ہوگا جو ان کو باہر کرے گا ابو ہریرہ نے کہا ایک مرد بُرا۔  
بخاری و مسلم کی حدیث میں آیا ہے کہ میری امت کی ہلاکت قریش کے ایک قبیلہ سے ہوگی عرض کیا یا رسول اللہ! اس وقت ہمارے لیے کیا حکم فرماتے ہیں؟ آپ نے فرمایا کہ مخلوق سے گوشہ نشینی۔

ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ایک حدیث ہے کہ آنحضرت نے فرمایا خدا کی قسم جس کے قبضہ میں میری جان ہے مدینہ میں لڑائی واقع ہوگی اور وہ دین کو ایسا صاف کر دیگی جس طرح سر کے بالوں کو مونڈ لیتے ہیں اس دن مدینہ سے باہر نکل جاؤ اگرچہ ایک منزل کی مقدار ہو اور پھر دوسری جگہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ اسے اللہ مجھ کو ستائے بحری کے حوادث اور لڑکوں کی حکومت سے محفوظ رکھ اور اس وقت کے آنے سے پہلے مجھے دنیا سے اٹھا لینا یہ اشارہ یزید کے زمانے کی طرف ہے یزید ستائے بحری میں تخت نشین ہوا اور واقعہ حرہ (۳۶ھ) بھی اسی کے زمانے میں وقوع پذیر ہوا۔

واقعی کتاب حرہ میں ایوب بن بشیر سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت سیدہ ابراہیم صلی اللہ علیہ وسلم کسی سفر میں باہر تشریف لے گئے جب حرہ زہرہ میں پہنچے تو کھڑے ہو گئے اور آیت اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ پڑھی صحابہ نے سمجھا شاید حضور کو معلوم ہو گیا کہ اس سفر کا انجام مدعا کے موافق نہ ہوگا حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے پوچھا کہ



یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) آپ نے کیا دیکھا جو استرجاع فرمایا آپ نے جواب دیا کہ کوئی ایسا امر جس کا تمہارے اس سفر سے تعلق ہو نہیں ہے صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ: پھر کیا چیز ہے ہم بھی جان لیں۔ فرمایا کہ اس حرہ سنگستان میں جو لوگ میری اُمت کے بہترین ہیں میرے صحابہ کے بعد شہید ہوں گے۔

ایکے اور روایت میں آیا ہے کہ جس وقت آپ اس مقام پر پہنچتے تھے تو اپنے دست مبارک سے اشارہ فرماتے تھے اور فرماتے تھے کہ اس حرہ میں میری اُمت کے بہترین لوگ شہید ہوں گے رضی اللہ عنہم۔ کعب بن احبار سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے کہا توریت میں آیا ہے کہ مدینہ پاک کے مشرقی سنگستان میں بہت سے مقتول ہوں گے کہ جن کے چہرے قیامت کے دن چودھویں کے چاند کی طرح چمکتے ہوں گے۔ اور ابن ذبالہ روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زمانے میں ایک دن بارش بہت ہوئی اور حضرت عمر اپنے دوستوں کے ساتھ مدینہ کے اطراف میں تفریحاً نکلے جب اس مقام پر پہنچے جس کو حرہ کہتے ہیں تو دیکھا کہ پانی کی رو وادی کی جانب سے رواں تھی کعب احبار بھی آپ کے ہمراہ تھے انہوں نے کہا اے امیر المومنین! خدا کی قسم جس طرح یہ پانی بہہ کر آ رہا ہے خون کی رو بھی اس وادی میں اسی طرح رواں ہوگی۔ (جذب القلوب ص ۳۲ و ص ۳۵)





# نبی غیب دان صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمودات کی تعبیر

شیخ المحققین فرماتے ہیں :-

یزید بن معاویہ نے مسلم بن عقبہ مریٰ کو شامیوں کا ایک بڑا لشکر دے کر اہل مدینہ سے جنگ کرنے کے لیے بھیجا تا کہ ان لوگوں کو مدینہ منظرہ کے حرہ میں نہایت سختی سے قتل کرے اور جتنی شدت کر سکتا ہو کرے تین روز تک حرم نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کی بے حرمتی کر کے داد بے دینی دے اسی سبب سے اس واقعہ کو حرہ کہتے ہیں ۔ یہ جگہ مسجد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم سے ایک میل کے فاصلے پر ہے یہاں پر ایک ہزار سات سو آدمیوں کو مہاجرین و انصار اور علمائے تابعین کے علاوہ شہید کیا اور عورتوں اور بچوں کے علاوہ عوام میں سے دو ہزار آدمیوں کو مار ڈالا ۔ سات سو حافظ قرآن نیز قوم قریش کے ستائیس افراد کو ظلم کی تلوار سے ذبح کر ڈالا ۔ فسق و فساد اور زنا کو مباح کر دیا ۔ کہتے ہیں کہ اس واقعہ کے بعد ایک ہزار عورتوں نے اولاد زنا کی جنی تھی اور پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی مسجد شریف میں گھوڑوں کی جولانی دیتے تھے (گھوڑے دوڑاتے تھے) اور غنیمت کی بات سننے کے روئے شریف و منبر شریف کی درمیانی جگہ میں جس کی بابت صحیح حدیث میں آیا ہے کہ یہ (روضۃ من ریاض الجنۃ) جنت کے باغوں میں سے ایک باغ ہے یہاں پر ان کے گھوڑے لید اور عیشا کرتے تھے ۔

قطبی کہتے ہیں کہ اہل اخبار کا بیان یوں ہے کہ مدینہ منورہ اس زمانے میں مطلقاً آدمیوں سے خالی تھا اور اس شہر پاک کے میوے اور پھل و خوش اور چوپایوں کی غذا ہوتے تھے کہتے اور دوسرے جانوروں نے مسجد شریف میں رہنا



شروع کر دیا تھا۔ مخبر صادق نے جس طرح پر یہ خبر دی تھی اس کا اسی طرح ظہور ہوا۔  
(جذب القلوب ص ۳۱)

## مدینہ طیبہ کی حرمت کو پائمال کرنے کا حکم

حضرت شیخ لکھتے ہیں کہ ینہ ید پلید نے۔

مسلم ابن عقیبہ کو (مدینہ منورہ پر چڑھائی کے لئے) بھیجا اور اس کو وصیت کر دی کہ اگر تجھے (دورانِ مہم) کوئی حادثہ پیش آجائے تو حصین بن نمیر کو اپنا جانشین بنا دینا اور مزید حکم دیا کہ جن لوگوں کے لئے میں تجھے بھیجتا ہوں ان کو تین مرتبہ مقصد کی طرف بلانا اگر وہ قبول کر لیں تو چھوڑ دینا ورنہ ان سے جنگ کرنا۔ اس کے بعد جب ان پر غالب آجانا تو تین دن تک حرم مدینہ منورہ کو حلال بنا دینا اور یہاں سے جتنا مال اور ہتھیار حاصل ہوں فوج میں تقسیم کر دینا۔

آخر کار ینہ ید یوں کی فوج کو غلبہ ہوا۔ ینہ ید کے حکم کے بموجب تین دن تک حرم مدینہ مباح رہا، لوٹ مار، قتل و غارت گری اور عورتوں کے ساتھ بدکاری ان کا پیشہ ہوا۔  
(جذب القلوب ص ۳۹)

امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں :-  
جب مدینہ منورہ پر ینہ ید کی طرح لشکر کشی کی گئی تو مدینہ کا کوئی شخص ایسا نہیں تھا جو اس شخص کے لشکر کے ظلم و تشدد سے بچا ہوا ہزار ہا صحابہ شہید ہوئے مدینہ شریف کو خوب لوٹا گیا ہزاروں لڑکیوں سے حرم محترم میں زنا بالجبر کیا گیا۔

(تاریخ الخلفاء اردو ص ۳۱)



علامہ سبط ابن جوزی لکھتے ہیں :-

قال هشام بن حسان  
ولدت الف امرأة بعد الحرة  
من عنبر زوج

یعنی جوینہ پیدی فوج نے تین دن تک  
مدینہ طیبہ کی کنواری لڑکیوں سے حرم  
پاک میں زنا بالجبر کیا اس سے تقریباً  
ایک ہزار کنواری لڑکیوں نے زنا

(تذکرۃ الخواص ص ۲۸۹) کی اولاد جنی۔

حضرت سعید بن مسیب تابعی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں :-

لما كان ايام الحرة لم يؤذن  
في مسجد النبي صلى الله عليه  
وسلم ثلاثاً ولم يقم ولم  
يبرح سعيد بن مسيب المسجد  
وكان لا يعرف وقت الصلوة  
الا بهمة يسمعها من  
قبر النبي صلى الله عليه وسلم  
(دارمی، مشکوٰۃ ص ۵۲)

کہ حرّۃ کے دنوں میں تین دن تک  
مسجد نبوی میں اذان و اقامت نہ  
ہوئی اور میرے سوا مسجد میں کوئی  
نہ تھا اور جب بھی نماز کا وقت  
آتا تو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ  
وسلم کی قبر النور سے اذان و اقامت  
کی آواز آتی تھی اور میں اسی اذان  
واقامت سے نماز ادا کرتا تھا۔

صحابی رسول حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ

کی داڑھی مبارک کے بال نوچ لیے،

حکایہ کے واقعات سے ایک واقعہ یہ ہے کہ :-

ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کو دیکھا کہ ان کی داڑھی کے  
تمام بال نثار نہیں (نہ تھے) ان سے دریافت کیا گیا کہ آپ کی یہ صورت



کیا ہے شاید آپ اپنی وارطی سے کھیل کرتے ہیں فرمایا کہ ایسا نہیں ہے  
بلکہ اہل شام کا مجھ پر جو ظلم ہوا ہے اُس کے آثار ہیں اور اس کا تعلق واقعہ  
حرہ سے ہے ایک گروہ میرے گھر میں گھس آیا اور تمام اسباب خانہ داری  
لے گیا اس کے بعد دوسری جماعت آئی جب گھر میں کوئی چیز نہ پائی تو ان  
لوگوں میں غصہ اور قہر کی آگ شعلہ زن ہوئی کہنے لگے کہ شیخ کو ہلاؤ  
پھر تو ان لوگوں میں سے ہر ایک نے میری وارطی کا ایک ایک بال اکھیرٹا  
شروع کیا اور اب جس حالت پر تم مجھے دیکھ رہے ہو ایسا کر دیا۔  
(جذب القلوب ص ۴۲)

حضرت شیخ فرماتے ہیں کہ:-

’مدینہ منورہ کے اکثر آدمیوں کو یمن دن تک قید خانہ میں رکھا۔  
اس طرح کہ پانی اور غذا کی خوشبو بھی اُن کے دماغ تک نہ پہنچی تھی صحیحہ  
ابن المسیب کو جو تابعین کبار میں سے تھے مسلم بن عقبہ کے پاس تشریف لائے  
اور کہا کہ نیند کی بیعت کرو۔ سعید بن مسیب نے کہا کہ میں نے ابوبکر اور  
عمر کی سیرت پر بیعت کی مسلم بن عقبہ نے کہا کہ میں ان کی گردن مارنے  
کا حکم دیتا ہوں، ایک آدمی نے کھڑے ہو کر گواہی دی کہ یہ مجنون (پاگل)  
ہیں تو مسلم بن عقبہ نے ان کے جرم سے درگزر کیا۔

(جذب القلوب ص ۴۲)

مذکورہ بالا سطور میں بیان کیے گئے وہ واقعات ہیں جن کا تعلق  
براہِ راست واقعہ حرہ سے ہے جس میں سرکارِ مدینہ صلی اللہ علیہ وسلم کے  
مدینہ طیبہ کی حرمت کو بیان فرمانے کے باوجود نظر انداز کیا گیا اور اپنی  
آخرت کو تباہ کرنے سے بھی گریز نہ کیا گیا۔



یزید کے حکم پر مدینہ طیبہ کے صحابہ انصار و مہاجرین اور قرآن کرام اور عامۃ المسلمین کو نہایت ہی بے دردی سے شہید کیا گیا اور پودہ نشین دو شیرازوں کی عصمت دری کی گئی، مسجد نبوی اور جنت کی کیاری کی حرمت کو پامال کیا گیا۔ مسجد شریف میں اذان و اقامت اور نماز باجماعت کے نظام کو درہم برہم کیا گیا۔ گنبد خضریٰ کے تقدس کا بھی لحاظ نہ رکھا گیا جو ردِ جفا اور ظلم و ستم کے طوفان برپا کیے گئے حضرت ابوسعید خدری جیسی پر وقار شخصیت کو جسمانی اذیتیں دی گئیں گویا یزید اور اس کے حواریوں نے اپنے لیے جہنم رسید ہونے کے تمام انتظامات خود مہیا کیے پھر ایسے اہل علم و دانش پر صد افسوس ہے کہ وہ ابھی تک یزید کو حق کی راہ پر جانتے نہیں اور امام عالی مقام رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو معاذ اللہ خطا کا سمجھتے ہیں۔ اور یزید پلید کی حمایت کرتے ہوئے اپنی آخرت کو یزید کے ساتھ دیکھنا چاہتے ہیں۔

## فرق

امام عالی مقام حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور بعض صحابہ اور عامۃ المسلمین میں صرف فرق یہ تھا کہ امام عالی مقام رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بردقت شقی یزید کی خباثت کو جان کر اس کی بیعت کا انکار کیا اور اس پر استقامت کو قائم رکھا یہاں تک کہ افراد خانہ کے ساتھ اپنی جان بھی قربان کر دی اور نانا پاک کے دین کی حرمت کو قائم رکھا جبکہ دیگر بعض صحابہ نے امام عالی مقام کی شہادت کے بعد یزید پلید کو حدودِ شرعیہ کی پامالی کرتے ہوئے دیکھ کر اس کی بیعت توڑی اور اس کو ملامت کیا جس کی بنا پر واقعہ حرہ رونما ہوا اور خود بھی ان کو دینِ مبین کی حرمت کو قائم رکھنے پر اپنی جانوں کے نذرانے پیش



کر کے دادِ وفا حاصل کی۔

## گستاخِ مدینہ منورہؐ مسلم بن عقیبہ کی ہلاکت

قرطبی کہتے ہیں کہ اس کی موت واقعہ (حرہ) کے تین دن بعد مدینہ کے راستے میں واقع ہوئی تھی اس کا پیٹ نہ دپانی اور پیپ سے بھر گیا تھا نہایت بُری طرح سے (فالج میں مبتلا ہو کر) جان نکلی۔ (عَذَابُ الْقُلُوبِ ص ۱۱۷) قساوتِ قلبی کا حال یہ تھا کہ مرنے کے وقت کہتا تھا کہ اے خُذْ اِلَیَّ الرَّسُولَؐ کی گواہی دینے کے بعد میرے عملوں میں اگر کوئی محبوب ترین عمل جو تیرے دربار میں قابلِ قبول ہو سو امدینہ طیبہ کے قتل و غارت کے کوئی نہیں اور اگر تو اس کے باوجود بھی مجھے آتشِ جہنم میں داخل کرے گا تو مجھ سے بڑھ کر کوئی بد بخت نہ ہوگا۔

گویا کہ وہ بد بخت مدینہ طیبہ کی حرمت کو پا کمال کرنا اور قتل و غارت کرنا بڑی سعادت مندی سمجھتا تھا یہ اس کی رستمگری کا حال تھا۔

## یزیدِ پلید کی سرکردگی میں

مکہ مکرمہ اور بیت اللہ شریف کی بے حرمتی

مسلم بن عقیبہ نے مدینہ طیبہ کی حرمت کو پا کمال کرنے کے بعد اپنی موت سے پہلے حصین بن نمیر سکونی کو بلایا اور کہا کہ یزید نے میرے بعد تجھ کو والی بنانے کا حکم دیا ہے چنانچہ تو جلد مکہ کی طرف متوجہ ہو اور ابنِ زبیر (صحابی رسول کے قتل کے کام میں تاخیر نہ کر اور ان کے قتال میں کوتاہی سے کام مت لے۔ منجنيق (اس وقت کی توپ) نصب کر اور اگر ان کے ساتھ خزانہ کعبہ میں پناہ لیں



تو ان سے خوف زدہ مت ہو بلکہ اپنے کام کو انجام دو اور منجنيق کو کام میں لاؤ۔  
 حصین بن نمیر نے اس کی وصیت کے مطابق مکہ پہنچ کر چوتھے دن تک  
 اس شہر معظم کا محاصرہ کر کے داد جنگ و جدال کی دی۔ منجنيقوں کے معظمت  
 پر پتھر برسائے، بیان کرتے ہیں کہ ان لوگوں میں سے ایک شخص نیزہ کے  
 سر پر آگ روشن کئے ہوئے تھا ایک ہوا آئی اور خانہ کعبہ میں آگ لگ گئی  
 اسی آتش میں یزید پلید کی موت کی خبر پہنچی، یزید ذات الجنب (منوینہ)  
 کے مرض میں مبتلا ہو کر مر گیا۔

اہل شام اور بوزائیمہ میں پریشانی پیدا ہو گئی سب کے سب ذلیل و  
 خوار ہو کر واپس ہوئے اور سب نے بھاگنا شروع کر دیا۔

واقعہ حرہ کا وقوع بدھ کے دن ستائیس یا اٹھائیس ذی الحجہ ۶۳ھ  
 میں ہوا اور مسلم بن عقبہ کی موت محرم کی چاند رات ۶۴ھ ہجری میں ہوئی  
 اور جنگ مکہ معظمہ اور منجنيق سے بیت اللہ پر گباری ہفتہ کے روز  
 تیسری ربیع الاول کو ہوئی تھی اور شقی یزید پلید کی موت پہلی ربیع الآخر  
 واقعہ (حرہ) کے بعد ہوئی۔ (جذب القلوب ص ۴۵)

## حدیث قسطنطنیہ اور یزید

یزید پلید کے مدح خواں حدیث قسطنطنیہ کو پیش کر کے یزید پلید  
 کو مغفور لہم میں شامل کرتے ہیں اور اس کی مغفرت اور جنتی ہونے کے  
 دعویدار بنتے ہیں تو ایسے لوگوں کو اپنے ہی گھر کے محقق حکیم الاسلام مولانا  
 محمد طیب صاحب مہتمم دارالاسلام دیوبند کی تحقیق اور وضاحت پر اعتماد  
 کرنا چاہیے کہ یزید جیسے بے باک سفاک، قاتل اہل بیت اور قاتل امام



حسین جیسے بد بخت وحشی کو مغفرتِ لہم میں شامل کر کے اس کی مغفرت کے دعویٰ سے دست بردار ہو جانا چاہیے۔

جناب مولینا حسین احمد صاحب مدنی لکھتے ہیں یہ کہ ۱۔

”یہ حدیث (جہادِ قسطنطنیہ والی) عام ہے اور بلاشبہ اس کا وعدہ مغفرت بھی جہادِ قسطنطنیہ کے ہر شریک کے لئے عام ہے جن میں ینہ بھی داخل ہے مگر انہی قدرتی شرائط کے ساتھ جو طبعاً جو ایسے مواقع پر قواعد شرعیہ کے تحت ملحوظ ہوتی ہیں۔ مثلاً حدیث نبوی میں ارشاد ہے اُمّتٌ اُمّتٌ ہر جمعہ میری اُمت اُمت سرخوردہ ہے (جس کے تمام افراد کے لئے جو قیامت تک آنے والے ہیں رحمت اور مغفرت مسعودہ ہے) مگر اس شرط کے ساتھ کہ وہ اُمت اجابت میں شامل رہیں۔ اگر معاذ اللہ کوئی مرتد ہو کر اُمت دعوت میں چلا جائے تو دوسری نصوص سے اس حدیث کی تخصیص ہو جائے گی۔ اور وہ فرد اس وعدہ سے خارج ہو جائے گا۔ اس لئے اس حدیث کا یہ وعدہ قدرتی طور پر بشرطِ بقا راجح ہوگا۔ مطلقاً نہ ہوگا۔

اسی طرح یہاں بھی جہادِ قسطنطنیہ کے سب شرکار کے لئے وعدہ مغفرت عام ہے۔ مگر اسی طبعی شرط کے ساتھ کہ یہ لوگ انہی متسلبی کیفیات و احوال اور باطنی نیات و جذبات پر باقی رہیں جن کے ساتھ انہوں نے جہاد کیا تھا لیکن بعد میں اگر کسی کے قلبی احوال بگڑ جائیں اور تقویٰ کے وہ مقامات باقی نہ رہیں جو بوقتِ جہاد تھے تو طبعاً وہ حکم مغفرت بھی اس خاص فرد کے حق میں باقی نہ رہے گا۔ مثال کے طور پر مسلم و سخی ہی کی ایک روایت کو لیجئے کہ آدمی اہل جنت کا عمل کرتے



کرتے جنت سے اتنا قریب ہو جاتا ہے۔ کہ اس میں اور جنت میں بالشت بھر کا فضل (فاصلہ) رہ جاتا ہے مگر نوشتہ تقدیر سامنے آ جاتا ہے اور وہ جہنم میں چلا جاتا ہے اور ایسے ہی برعکس۔ ظاہر ہے کہ یہ جنت و نار کی انجام کار تبدیلی احوال کی تبدیلی ہی پر دار ہے۔ اندری صورت اس شخص کی نیکی کرتے رہنے کے دور میں ہر شخص اسے یہی کہے گا کہ فلاں آدمی تو جنتی ہے لیکن غور کیا جائے تو جنتیج درحقیقت اس آدمی کو نہیں کہا جاتا بلکہ اس کے احوال و اعمال کو کہا جاتا ہے وہ جب بھی بدل کر جہنمی ہو جائیں گے جب ہی پہلا حکم بدل جائے گا اور یہ شخص بھی جہنمی کہلانے لگے گا۔

ٹھیک اسی طرح جہادِ قسطنطنیہ والی حدیث بشارۃ و معفرت کے علوم میں یزید بھی شامل تھا جس کے معنی یہ تھے کہ اس کے اس وقت کے احوال و اعمال مقبول و محفوظ تھے۔ الیہ یصعد الکلم الطیب والعمل الصالح یرفعہ، جب وہ بدلے تو طبقاً وہ بشارت بھی اس کے حق میں باقی نہ رہی اب اگر بدلے ہوئے حالات میں بھی کوئی پہلے ہی حکم کی رٹ لگائی جائے تو یہ شریعت کے اصول و قوانین کا معارضہ ہے پس جب یزید کا اچھا حال تھا بشارت قائم تھی جب بدل گیا تو بشارت بھی اٹھ گئی۔

(شہیدِ کربلا اور یزید ص ۱۷۱، ص ۱۷۲)

سینر فرمایا کہ:-

”جہادِ قسطنطنیہ کے وقت کے احوال و جذبات اور تھے، تو بشارتِ معفرت دے دی گئی اور بعد کے حالات اور تھے تو



وہ بشارت باقی نہ رہی جس کے یہ معنی ہوئے کہ وہ تبشیر مغفرت پہلے ہی سے ان احوال کے ساتھ مشروط تھی جو قصائے معلوق کی شان ہوتی ہے۔ لیکن اس سے بھی زیادہ واقعات سے اقرب اس حدیث کی تشریح یہ ہے کہ جہادِ قسطنطنیہ سے یزید کی سابقہ سیئات کی مغفرت کر دی گئی تو وہ محفوظ لہم میں حقیقتاً داخل ہو گیا۔ لیکن بعد کی سیئات کی مغفرت کا اس میں کچھ وعدہ نہیں تھا۔ اس لئے آئندہ کے فسق کا حکم دوسرا ہوگا اسی صورت میں محفوظ لہم کو ایسا ابدی حکم سمجھنا کہ یزید کے مرتے دم تک کے تمام فسق و فجور کی مغفرت ہو گئی یا وہ ہمیشہ کے سیئات سے محفوظ اور معصوم بنا دیا گیا محض ذہنی اختراع ہے حدیث کا مدلول نہیں۔

(شہید کربلا اور یزید ص ۱۷۵)

۱۔ اِس سے طرح حضرت عبادہ بن الصامت سے روایت ہے کہ میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا، آپ فرما رہے تھے: **صَلِّ مَشْهُدًا اَنْ لَا اِلَهَ اِلَّا اللّٰهُ وَ اَنْتَ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ حَرَّمَ اللّٰهُ عَلَیْهِ النَّارَ۔** (رواہ مسلم)

۲۔ دوسری روایت حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم: **مَنْ مَاتَ وَهُوَ يَعْلَمُ اَنْ لَا اِلَهَ اِلَّا اللّٰهُ دَخَلَ الْجَنَّةَ۔** (رواہ مسلم)

ترجمہ: جس نے اللہ تعالیٰ کی اُلوہیت و وحدانیت اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت کی شہادت دی اس پر دوزخ کی آگ حرام ہے۔  
حضرت عثمان کی روایت کے مطابق کہ سرکار نے فرمایا جس کا اس



بات پر یقین ہے کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں وہ جنت میں داخل ہوا۔  
**ہر طرح روایت سے جو چیز ثابت ہے وہ یہی کہ جنت میں**  
 داخل ہونے کے لیے ضروری ہے کہ اللہ تعالیٰ کی اُلوہیت و وحدانیت  
 اور مُحَمَّدٌ رَّسُولُ اللّٰہ کی رسالت پر ایمان ہو اور اگر کوئی کلمہ  
 پڑھنے کے بعد اللہ تعالیٰ کی اُلوہیت و وحدانیت کا قائل نہ رہے تو وہ  
 نہ توحشت میں جائے گا اور نہ ہی اس پر دوزخ کی آگ حرام ہوگی  
 کہ اس نے ارتکابِ کفر کیا ہے۔

اسی طرح جہادِ قسطنطنیہ کلمہ مَغْفُورٌ لَّہُمْ کا مصداق  
 جب تک ہے کہ وہ اس کا اہل ہو اور اگر کسی شخص نے اس کے بعد  
 اہل بیتِ عظیم کو اذیت پہنچائی یا پھر ناحق ان کے قتل کا ارتکاب  
 کیا تو اس نے اللہ اور اس کے رسول کو اذیت پہنچائی اور اللہ و  
 رسول کو اذیت پہنچانے والا بحکمِ نصِ قطعی مستوجبِ عذابِ نار ہے۔  
 بریے بنائید کہ جنتی کہنا بے مقصد اور بے محل ہے کہ وہ  
 مَغْفُورٌ لَّہُمْ کے اعزاز سے خارج ہو گیا ہے۔

## سوئیے؟

پیش کیے گئے حقائق و دلائل کے حوالہ سے کوئی بھی حق پسند اور  
 صاحبِ علم و دانش یزید پلید کو امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے قتل سے بے خبر  
 اور بڑی الذمہ قرار نہیں دے سکتا بلکہ سانحہ کربلا کا اہتمام یزید عنید  
 کے زیرِ حکم اور زیرِ کمان ہوا۔  
 اس لیے یزید شقی کی حمایت کرنے والوں کو اپنے انجامِ بد



سے آگاہ رہنا چاہیے کہ قاتلانِ حسین کی طرح اُن کا حشر بھی ایسا نہ ہو  
جیسا کہ ابن زیاد، شمر لعین، خولی بن یزید اور حرملہ کا ہوا۔

## اللہ تعالیٰ کے حضور؟

اُس کے پیارے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کا دامنِ رحمت تھا سہ  
ہوئے دُعا بنے کہ وہ اہل بیت کرام کی محبت و عقیدت کے ساتھ زندگی  
گزارنے کی توفیق بخشے اور قیامت کو انہی کے زیرِ سایہ نویدِ مغفرت  
عطا فرمائے۔ آمین۔ آمین۔

اللَّهُمَّ اجِبْ حَقَّ سَيِّدِ الْمُرْسَلِينَ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ  
وَعَلَى آلِهِ وَاصْحَابِهِ أَجْمَعِينَ

— خاکیا سے اہل بیت —

فقیر ابو العتیق غلام نبی ہمدانی  
مکمل

دارالعلوم جامعہ عتیقیہ رضویہ رجسٹرڈ

کلاسوالہ ضلع سیالکوٹ

~ ~ ~ اختتام ~ ~ ~

۳ محرم الحرام ۱۴۱۴ھ مطابق ۲۱ جولائی ۱۹۹۳ء

بروز بدھ بوقت ساڑھے چار بجے شام



مذہبِ حنفی کے مطابق طریقہ نماز برائیکے بے مثال کتاب

# صلوۃ مصطفیٰ

قرآن و سنت کی روشنی میں

تالیف

عبدالوہاب المشہدانی

مترجم

حافظ محمد اکرم مجددی

عنقریب شائع ہو رہی ہے

ناشر

اسلامی کتب خانہ اقبال روڈ سیالکوٹ



ایک عظیم عربی سکالر کی مایہ ناز تحقیق  
اختلافی مسائل کا حل

قرآن و سنت کی روشنی میں

تالیف

حضرت العلامة سید زین بن آل سمیط باعلوی حسنی

مترجم

حافظ محمد اکرم مجددی

ناشر

اسلامی کتب خانہ اقبال روڈ سیالکوٹ



واعظوں اور خطیبوں کیلئے ایک بہترین تحفہ

# خطباتِ حنفیہ

تالیف

قدوة العلماء حضرت مولانا محمد صالح نقشبندی رحمۃ اللہ علیہ

عنقریب منظر عام پر آرہی ہے۔

ناشر

اسلامی کتب خانہ اقبال روڈ سیالکوٹ



امام الائمہ سراج الاولیاء امام اعظم ابو حنفیہ رحمۃ اللہ علیہ پر

خانوادہ امام ربانی کے ایک چشم و چراغ کی بہترین تحقیق

# شانِ امام اعظم

تصنیف

حضرت العلامة مولانا ابوالحسن زید فاروقی الزہری رحمۃ اللہ علیہ

مقدمہ : مفتی محمد خان قادری لاہور

ناشر

اسلامی کتب خانہ اقبال روڈ سیالکوٹ



مفتی



درج  
تصنیف

- ★ جمالِ بشریت
- ★ الصلوٰۃ والتسلیم علی سید المرسلین
- ★ جلوس میلاد النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا جواز
- ★ ایصالِ ثواب اور فاتحہ خوانی
- ★ نور و ظہور (تحقیق بارہ ربیع الاول)
- ★ یزید۔ یزیدیت کے آئینے میں
- ★ ذکر مبارک۔ نعمتِ عظمیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
- ★ فیضانِ ہمد م علیہ الرحمۃ

شعبہ اشاعت جامعہ اسلامیہ کلاس والہ  
دارالعلوم عتیقہ رضویہ جسر  
دارالعلوم عتیقہ رضویہ جسر

ملنے کے پتے

اقبال روڈ

اسلامی کتب خانہ شہر یالکوٹ

